www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد صالح المنجد

میلاد النبی پر کی جانے والی بدعات اور مٹھائیوں وغیرہ کی شرعی حیثیت

اجتماعی قرآن خوانی اور فوت شدگان کو ایصالِ ثواب

سوال: ہم ہر ماہ کے آخری اتوار تیس کے لگ بھگ عورتیں اکٹھی ہو کر قرآن خوانی کرتی ہیں اور ہر ایک تقریباً ایک پارہ پڑھ کر ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ میں مکمل قرآن ختم ہو جاتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس طرح ہر ایک کو پورے قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟... قرآن خوانی کے بعد ہم دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب زندہ اور فوت شدگان مؤمنوں کو پہنچائے تو کیا یہ ثواب اُن کو پہنچتا ہے۔ اس عمل کی دلیل کے طور پر نبی کریم ﷺ کا درج ذیل فرمان پیش کیا جاتا ہے:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ»[1]

"جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین قسم کے اعمال کے: صدقہ جاریہ اور ایسا فائدہ مند علم جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں اور نیک و صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔"

الجواب بعون الوہاب: اوّل: قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے کتاب و سنت میں بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں، لیکن قرآنِ کریم کی تلاوت اور اکٹھے ہو کر پڑھنے کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس میں طریقہ بھی شرعی اختیار کیا جائے، کہ جمع ہونے والے لوگ اکٹھے ہوں اور قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے مسائل سمجھیں اور ایک دوسرے کو بیان کریں، اور تلاوتِ قرآن کی تعلیم حاصل کریں۔ اور شرعی اجتماع میں یہ بھی شامل ہے کہ جمع ہونے والوں میں سے ایک شخص قرآن کی تلاوت کرے اور باقی افراد اسے سمجھنے اور غور و فکر کی خاطر سنیں، دونوں طرح ہی سنّتِ نبویہ سے ثابت ہے۔

اور ہر ایک شخص نے ایک پارہ پڑھا ہو تو اسے ہر شخص کے لیے مکمل قرآنِ مجید کی تلاوت کا ثواب

[1] صحیح مسلم: ۳۰۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمار کرنا صحیح نہیں، کیونکہ جمع ہونے والے ہر شخص نے پورا قرآن تو ختم نہیں کیا بلکہ سنا بھی نہیں، بلکہ سب نے تھوڑا تھوڑا تلاوت کیا ہے تو اُسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس نے تلاوت کیا ہے۔ سعودی عرب کی 'دائمی فتویٰ کونسل' کے علما کہتے ہیں:

"قرآن خوانی کے لیے جمع ہونے والوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک پارہ دینا تاکہ وہ اس کی تلاوت کرے، اسے مکمل قرآن یعنی ہر ایک کے لیے پورا قرآن شمار نہیں کیا جائے گا۔"[1]

دوم: قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اجتماعی دعا مشروع نہیں اور نہ ہی قرآن خوانی کا ایصالِ ثواب فوت شدگان کے لیے جائز ہے، اور نہ ہی زندوں کے لیے، کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کوئی عمل کیا۔

شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا میں اپنے والدین کے لیے قرآن مجید ختم کر سکتا ہوں کیونکہ وہ پڑھے لکھے نہیں؟ اور کیا میرے لیے کسی پڑھے ہوئے شخص کی جانب سے قرآن مجید ختم کرنا جائز ہے کیونکہ میں اسے قرآن کا ثواب ہدیہ کرنا چاہتا ہوں، اور کیا ایک سے زائد اشخاص کے لیے قرآن ختم کر سکتا ہوں؟ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب تھا:

"نہ تو کتاب اللہ میں اور نہ ہی سنتِ مطہرہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی ایسی دلیل ملتی ہے جو والدین یا کسی اور کو قرآنِ مجید کی تلاوت کا ثواب ہدیہ کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو۔ بلکہ قرآنِ مجید کی تلاوت سے خود فائدہ اُٹھانا اور استفادہ کرنا مشروع ہے، اور اس کے معانی پر غور و فکر اور تدبر کرنا اور اس پر عمل کرنا مشروع کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

"یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور فکر کریں اور عقل منداس سے نصیحت حاصل کریں۔"[2]

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ارشادِ باری تعالیٰ اس طرح ہے:

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔"[3]

۱ دیکھیے: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء: ۲/ ۴۸۰

۲ سورۃ ص:۲۹

۳ سورۃ الاسراء:۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”کہہ دیجئے یہ تو مؤمنوں کے لیے ہدایت وشفا کا باعث ہے۔“[1]

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ .. كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا»[2]

”روزِ قیامت قرآنِ مجید پر عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا، سورۃ البقرۃ اور آلِ عمران آگے ہوں گی گویا کہ وہ دو بادل ہیں یا پرندوں کے دو جھنڈ ہوں وہ ان کا دفاع کر رہی ہوں گی۔“

مقصد یہ ہے کہ قرآنِ مجید اس لیے نازل ہوا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اس کی تلاوت کثرت سے ہو، نہ کہ اس لیے کہ فوت شدگان کے لیے ہدیہ اور ایصالِ ثواب کے لیے پڑھا جائے۔ میرے علم کے مطابق والدین وغیرہ کو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کرنے کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس پر اعتماد کیا جا سکے، اور رسول کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»[3]

”جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔“

بعض اہلِ علم اسے جائز قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ قرآنِ مجید یا دوسرے اعمالِ صالحہ کا ثواب ہدیہ کرنے میں کوئی مانع نہیں، انہوں نے اسے صدقہ اور فوت شدگان کے لیے دعا پر قیاس کیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ مذکورہ بالا اور اس موضوع کی دوسری احادیث کی بنا پر پہلا قول ہی صحیح ہے۔

اور اگر تلاوت کا اجر و ثواب ہدیہ کرنا مشروع اور جائز ہوتا تو سلف صالحین رحمہم اللہ بھی ایسا ضرور کرتے، اور پھر عبادت میں تو قیاس کرنا جائز ہی نہیں، کیونکہ عبادات توقیفی ہیں، ان میں کمی و زیادتی نہیں کی جا سکتی اور عبادت کا ثبوت یا تو کلام اللہ سے یا پھر سنّتِ رسول اللہ سے ہوگا، اس کے علاوہ نہیں، اس کی دلیل وہی سابقہ حدیث ہے۔“[4]

۱ سورۃ فصلت: ۴۴
۲ صحیح مسلم: ۱۹۱۲
۳ صحیح مسلم: ۴۴۹۳
۴ دیکھیے: مجموع فتاوی شیخ ابن باز: ۸/ ۳۶۰، ۳۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کا اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں کہ " جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین قسم کے عمل ایسے ہیں جو جاری رہتے ہیں..."

بلکہ جب اس حدیث پر غور کیا جائے تو یہ فوت شدگان کے لیے قرآن خوانی وغیرہ کے ایصال ثواب کی عدم مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ "نیک وصالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔"

آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: "وہ اُس کے لیے قرآن خوانی کرتی ہے۔"

میلاد کی اجتماعی مجلس اور اس میں دعاے رابطہ

سوال: ہمارے ہاں اس طرح عید میلاد النبی منائی جاتی ہے جو صبح دس بجے شروع ہو کر شام تین بجے تک جاری رہتی ہے۔ اس مجلس کی ابتدا استغفار، حمد و تسبیح، تکبیرات اور نبی ﷺ پر درود و سلام سے ہوتی ہے اور پھر ہم قرآن پڑھتے ہیں، اور بعض عورتیں اس دن روزہ بھی رکھتی ہیں تو کیا اس دن کو یہ مذکورہ عبادات کے لیے مخصوص کرنا بدعت شمار ہوگا؟

اسی طرح ہمارے ہاں ایک بہت لمبی دعا ہے جو سحری کے وقت کی جاتی ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس دعا کا نام 'دعاے رابطہ' ہے۔ اس دعا میں نبی کریم ﷺ پر دورد و سلام، آپ کے صحابہ پر رحمت، جملہ انبیا، اُمّہات المؤمنین اور صحابیات پر سلام، خلفاے راشدین اور تابعین عظام اور اولیا و صالحین پر رحمت کی دعا کے ساتھ ہر ایک اپنا نام ذکر کرتا ہے۔ اور کیا یہ صحیح ہے کہ ان سب ناموں کا ذکر کرنے سے وہ ہمارا تعارف کر لیتے ہیں اور جنت میں ہمیں پکاریں گے، کیا یہ دعا بدعت نہیں؟

میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ یہ بدعت ہے، لیکن اکثر عورتیں میری مخالفت کرتی ہیں، اگر میں غلطی پر ہوں تو کیا اللہ مجھے سزا دے گا، اور میں حق پر ہوں تو مجھے بتائیں کہ میں اُنہیں کیسے مطمئن کر سکتی ہوں؟ میں اس مسئلہ سے بہت پریشان ہوں جب بھی نبی کریم ﷺ کی درج ذیل حدیث ذہن میں آتی ہے تو میری پریشانی اور غم اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»[1]

"ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔"

1 سنن نسائی: ۱۵۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: عید میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے، اور اس میں معین عبادات مثلاً سبحان اللہ والحمد للہ اور اعتکاف اور قرآن مجید کی تلاوت اور روزے وغیرہ کی تخصیص کرنا بدعت ہے ایسا کرنے والے کو کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہو گا کیونکہ یہ مردود ہے۔

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»[1]

"جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا تو وہ مردود ہے۔"

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔"

امام فاکہانی کہتے ہیں:

"میرے علم کے مطابق کتاب و سنت میں اس میلاد کی کوئی دلیل نہیں، اور نہ ہی علمائے اُمّت میں سے کسی معتبر اور قدوۂ دین عالم دین سے اس پر عمل کرنا ثابت ہے جو سلف صالحین کے آثار پر عمل کرنے والے ہوں، بلکہ یہ بدعت ہے جسے باطل اور شہوانی قسم کے افراد... جو کھانے پینے کو مشغلہ بنائے ہوئے تھے... کی ایجاد ہے۔"[2]

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کے متعلق کئی بار سوال کیا گیا جو ہم ذیل میں بمع جواب پیش کر رہے ہیں:

یہ سوال بار بار آتا رہا ہے کہ نبی ﷺ کی پیدائش کے دن محفل میلاد منعقد کرنا، آپ ﷺ کی ان محفلوں میں حاضری کا اعتقاد رکھ کر از روئے تعظیم و تکریم آپ کے خیر مقدم میں کھڑے ہو جانا، آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا اور میلادوں میں کئے جانے والے اس طرح کے دیگر اعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ یا کسی اور کی پیدائش پر محفل میلاد منعقد کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ اسلام میں ایک نو ایجاد بدعت ہے، کیونکہ پہلی تین افضل صدیوں میں رسول اللہ ﷺ، آپ کے خلفاے

١ صحیح بخاری: ۲۶۹۷؛ صحیح مسلم: ۴۴۹۳

٢ دیکھیے: المورد فی عمل المولد (بحوالہ کتاب: رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راشدین، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے تابعین نے آپ ﷺ کی یوم پیدائش کا جشن نہیں منایا جبکہ وہ بعد میں آنے والے لوگوں کے مقابلہ میں سنّت کا زیادہ علم، رسول اللہ ﷺ سے کامل محبت رکھنے والے اور طریقۂ نبوی کی مکمل پیروی کرنے والے تھے۔

نبی ﷺ سے ایک حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»[1]

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو (دراصل) اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

اور آپ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ »[1]

"تم میری سنّت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور دین میں نئی نئی باتوں سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔"

ان دونوں حدیثوں میں بدعات ایجاد کرنے اور ان پر عمل کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مبین قرآنِ کریم میں فرمایا:

﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾[2]

"اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روک دیں، رک جاؤ۔"

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ۝۶۳[3]

سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی

۱ سنن ابوداود: ۴۶۰۹

۲ سورۃ الحشر: ۷

۳ سورۃ النور: ۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردست آفت نہ آپڑے یا اُنہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔"

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴾ [1]

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہو، اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ [2]

"اور جو مہاجرین وانصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے اُن کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ ﴾ [3]

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔"

اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں بہت زیادہ ہیں۔

اس طرح کی میلادی مجالس کو ایجاد کرنے کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لئے دین مکمل نہیں کیا، اور جن باتوں پر عمل کرنا اُمّت کے لئے ضروری تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اُن

١ سورۃ الاحزاب:٢١
٢ سورۃ التوبۃ:٩
٣ سورۃ المائدۃ:٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک نہیں پہنچایا، یہاں تک کہ جب بعد میں یہ بدعتی لوگ آئے تو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شریعت میں ایسی چیزوں کو ایجاد کیا جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی تھی اور اُن لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ اعمال اُنہیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔

بلاشبہ دین میں اس طرح کی نئی چیزوں کا ایجاد کرنا انتہائی خطرناک اور اللہ و رسول پر اعتراض ہے، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دین کو مکمل فرما کر اپنی نعمت کا اِتمام کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر دین کو پہنچا دیا اور اُنہیں جنّت تک پہنچانے اور جہنّم سے نجات دلانے والے ہر راستہ کی راہنمائی فرمادی۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلاَّ كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ»[1]

مجھ سے پہلے اللہ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس پر واجب تھا کہ وہ اپنی اُمّت کے لئے جن چیزوں میں خیر سمجھے، ان کی راہنمائی کرے اور جن چیزوں میں شر سمجھے ان سے روکے۔

یہ بات معلوم ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ انبیا میں سب سے افضل اور سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی تھے اور اُمت تک دین پہنچانے اور ان کی خیر خواہی میں سب سے کامل تھے، اگر یوم پیدائش کا جشن منانا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین سے ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ اسے اُمّت کے لئے ضرور بیان فرماتے، یا اپنی حیاتِ مبارکہ میں اس طرح کے جشن منا کر دکھلاتے، یا کم از کم آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی یوم پیدائش پر جشن میلاد ضرور مناتے، لیکن جب عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ میں یہ سب کچھ نہیں ہوا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بلکہ وہ ان نئے ایجاد کردہ کاموں میں سے ہے جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی اُمّت کو بچنے کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ سابقہ دونوں حدیثوں میں بدعات سے اجتناب کی تاکید گزر چکی ہے، اور اس مفہوم میں دوسری حدیثیں بھی وارد ہیں، مثلاً خطبہ جمعہ میں نبی ﷺ کا یہ فرمان:

« أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ

1 صحیح مسلم: ۴۸۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ »[1]

”اما بعد بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں ایجاد کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

مذکورہ بالا اور دیگر دلائل کی بنیاد پر علمائے کرام نے میلادی محفلوں کو صراحتاً خلافِ شرع قرار دیا اور ان سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ بعض متاخرین نے فریق اوّل کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے ان میلادی محفلوں کے انعقاد کو اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ وہ خلاف شرع ناجائز کاموں پر مشتمل نہ ہوں، مثلاً رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلو کرنا، مرد وزن کا اختلاط، گانے بجانے کے آلات کا استعمال اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کو شریعتِ مطہرہ غلط قرار دیتی ہے۔ اور جواز کے قائلین ان میلادوں کو بدعتِ حسنہ سمجھتے۔

ایک شرعی قاعدہ: شریعت اسلامیہ کے جس مسئلہ میں لوگ تنازع کا شکار ہو جائیں اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی جانب لوٹایا جائے۔ جیسا کہ اللہ عزو جل نے فرمایا:

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ ﴾[2]

”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹا دو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ﴾[3]

”اور جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔“

چنانچہ جب ہم نے مسئلہ میلاد کو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید کی جانب لوٹایا تو ہم نے رسول

۱ صحیح مسلم:۸۶۷
۲ سورۃ النساء:۵۹
۳ سورۃ الشوریٰ:۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کی اور منع کردہ چیزوں سے اجتناب کا حکم دیتے ہوئے پایا، اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس اُمت کے لئے دین کو مکمل فرمادیا ہے اور یہ میلادیں رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں سے نہیں ہیں، لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا تعلق اس کامل اکمل دین سے نہیں ہے، جس کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

اسی طرح ہم نے اس مسئلہ کو سنّتِ رسول کی جانب بھی لوٹایا تو اس بارے میں نہ تو نبی ﷺ کا کوئی عمل اور نہ ہی کوئی حکم اور نہ ہی صحابہ کا کوئی عمل ملا تو اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ بدعت اور دین میں نئی پیدا کردہ چیز ہے، نیز اس میں یہود ونصاریٰ کی عیدوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

چنانچہ معمولی درجہ کی بصیرت، معرفتِ حق کا شوق اور اس کی طلب میں انصاف پسندی رکھنے والے ہر شخص پر یہ بات عیاں ہوجائے گی کہ محفل میلاد کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ ان نوایجاد بدعات میں سے ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بچنے کی تاکید کی ہے۔

ایک صاحبِ عقل وخرد کو اس بات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کہ جابجا لوگ کثرت سے محفل میلاد منعقد کرتے ہیں کیونکہ حق زیادہ لوگوں کے کرنے سے نہیں بلکہ شریعت کی دلیلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے یہود ونصاریٰ کی بابت فرمایا:

﴿ وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾[1]

"یہ کہتے ہیں کہ جنّت میں یہود ونصاریٰ کے سوا کوئی نہیں جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں۔ ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔"

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ﴾[2]

"اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں گے۔"

ان میلادی محفلوں کے بدعت ہونے کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ اکثر وبیشتر میلاد کی ان

۱ سورۃ البقرۃ:۱۱۱

۲ سورۃ الانعام:۱۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفلوں میں دیگر حرام کاریاں بھی ہوتی ہیں مثلاً مرد وزن کا اختلاط، گانے بجانے ڈھول تاشے کے آلات، اور نشہ آور اشیا کا استعمال اور ان کے علاوہ دیگر بہت سی برائیاں اور بسا اوقات ان محفلوں میں مذکورہ برائیوں سے بڑھ کر شرکِ اکبر تک کا ارتکاب کیا جاتا ہے، مثلاً رسول اللہ ﷺ کی ذات یا دیگر اولیاے کرام کے بارے میں غلو کرنا، اُنہیں پکارنا، اُن سے فریادرسی اور مدد کا سوال کرنا، وغیرہ اور ان کی بابت یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ غیب جانتے ہیں اور اس طرح کے بہت سے کفریہ اعتقادات جن کا ارتکاب میلادِ نبوی اور اولیا کے میلادوں کے موقع پر کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا صحیح فرمان کتب احادیث میں آیا ہے:

« وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ »[1]

”دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب دین میں غلو تھا۔“

نیز نبی ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

« لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُ اللهِ، فَقُولُوا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ »[2]

”تم (حد سے زیادہ تعریفیں کرکے) مجھے میرے مقام سے آگے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو حد سے آگے بڑھا دیا تھا، میں اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔“

قابل تعجب بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس طرح کے غیر شرعی اجتماعات میں شرکت کے لئے انتہائی سرگرم اور کوشاں نظر آتے ہیں اور بوقتِ ضرورت اس کی جانب سے دفاع بھی کرتے ہیں، جبکہ دوسری طرف وہی لوگ جمعہ اور اللہ کے دیگر فرائض سے بالکل پیچھے نظر آتے ہیں، نہ ہی وہ فرائض کی کچھ پروا کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے چھوڑنے کو کوئی بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ یہ سب کچھ کمزور ایمان، کم علمی، اور گوناگوں گناہوں کے ارتکاب کے سبب دلوں کے انتہائی زنگ آلود ہو جانے کی وجہ سے ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

١ سنن نسائی: ۳۰۵۷، سنن ابن ماجہ: ۳۰۲۹.... صححہ الالبانی
٢ صحیح بخاری: ۳۴۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میلاد کی ان محفلوں میں ایک قبیح اور بدترین عمل یہ بھی انجام پاتا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر آنے پر بعض لوگ ازروئے تعظیم و تکریم آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول ﷺ میلاد میں حاضر ہوتے ہیں، یہ عظیم ترین جھوٹ اور بدترین جہالت ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ قیامت سے قبل اپنی قبر مبارک سے نہ تو نکل سکتے ہیں اور نہ لوگوں میں سے کسی سے ملاقات کر سکتے ہیں، اور نہ ہی ان مجلسوں میں حاضر ہو سکتے ہیں، بلکہ آپ ﷺ اپنی قبر میں قیامت تک رہیں گے، اور آپ ﷺ کی روحِ مقدس بابرکت کرامت (جنت) میں اپنے رب کے پاس اعلیٰ علیین میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون میں فرمایا:

﴿ثُمَّ اِنَّكُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوۡنَ ؕ‏ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ‏ ﴿۱۶﴾﴾[1]

”اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مر جانے والے ہو، پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اُٹھائے جاؤ گے۔“ اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ»[2]

”روزِ قیامت سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا، اور میں سب سے پہلا سفارشی ہوں گا، اور سب سے پہلے میری سفارش قبول ہو گی۔“

آپ ﷺ پر ربِّ کریم کی جانب سے بے پایاں درود و سلام نازل ہو!!

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور حدیثِ نبوی اور اس معنیٰ کی دیگر آیات واحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے علاوہ دیگر مردے قیامت کے روز ہی اپنی قبروں سے نکلیں گے، یہ علمائے اسلام کا متفق علیہ مسئلہ ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

لہٰذا ہر بندۂ مسلم کو اس طرح کے مسائل سے واقف ہونا چاہئے اور جاہلوں کی نوایجاد بدعات و خرافات سے گریز کرنا چاہئے جس پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ہے۔

دوم: رہا مسئلہ نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا تو یہ تقربِ الٰہی کا افضل ترین ذریعہ اور بلند اعمالِ صالحہ میں ایک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا

۱ سورۃ المؤمنون:۱۶

۲ صحیح مسلم:۶۰۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾[1]

"اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجتے رہا کرو۔"

اور نبی ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

« مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ »[2]

"جو میرے اوپر ایک بار درود بھیجے تو اللہ اس پر دس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے۔"

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا کوئی مخصوص وقت نہیں ہے، بلکہ کسی بھی وقت آپ پر درود بھیجا جاسکتا ہے۔ نماز کے آخر یعنی تشہد میں اس کے پڑھنے کی تاکید ہے، بلکہ بعض اہل علم کے نزدیک ہر نماز کے آخری تشہد میں اس کا پڑھنا واجب ہے، اور بہت سے مقامات پر سنّت مؤکدہ ہے، مثلاً اذان کے بعد، آپ ﷺ کے تذکرہ کے وقت، جمعہ کے دن، اور اس کی رات میں جیسا کہ بہت سی احادیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین کی سمجھ اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر ایک کو سنّت پر کاربند اور بدعت سے اجتناب کی نعمت سے نوازے۔ وہ اللہ سخی اور مہربان ہے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد ﷺ آپ کے اہل وعیال اور ساتھیوں پر رحمت نازل فرمائے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دوسری جگہ یہ فرمان ہے:

"اگر میلاد النبی ﷺ مشروع ہوتی تو رسولِ کریم ﷺ اپنی اُمّت کے لیے اسے ضرور بیان فرماتے؛ کیونکہ رسول کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خیر خواہ تھے، اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں جو کوئی ایسی بات بیان کرے جس سے نبی کریم ﷺ خاموش رہے ہوں؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔"

کتاب وسنّت میں یہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا لوگوں پر کیا حق ہے۔ آپ کے حقوق میں آپ سے محبت کرنا، اور آپ کی شریعت اور سنّتِ مطہرہ کی پیروی واتباع کرنا

۱ سورۃ الاحزاب: ۵۶
۲ جامع ترمذی: ۴۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل ہے اور اس کے علاوہ باقی حقوق کی ادائیگی کرنا بھی جن کی وضاحت قرآن وسنت میں ہوئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمّت کے لیے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کی ولادت باسعادت کا جشن میلاد النبیؐ منانا مشروع ہے تا کہ اس پر عمل کیا جائے اور نبی کریم ﷺ نے خود بھی ساری زندگی اس پر عمل نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو سب لوگوں سے زیادہ نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے تھے، اور آپ ﷺ کے حقوق کو جاننے والے اور علم رکھنے والے تھے۔

نہ تو انہوں نے اور نہ ہی خلفاے راشدین نے اور نہ ہی کسی اور نے میلاد النبی کا جشن منایا، پھر خیر القرون یعنی پہلے تین بہترین دور کے لوگوں نے بھی اس جشن کو نہیں منایا، کیا آپ کے خیال میں یہ سب لوگ نبی کریم ﷺ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی وکوتاہی کرنے والے تھے، حتیٰ کہ یہ بعد میں آنے والے افراد نے اس نقص اور کمی کو واضح کیا اور اس حق کو پورا کیا؟!

نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ کرام آپ ﷺ کے حقوق سے جاہل وغافل تھے، یا اس میں کمی وکوتاہی کی، کوئی عقل مند ایسی بات اپنی زبان سے نکال ہی نہیں سکتا جو ان صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے حالات سے واقف ہو۔

عزیز قارئین! جب واضح ہو گیا کہ میلاد النبی کا جشن نبی کریم ﷺ کے دور میں موجود نہ تھا اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ کرام کے ادوار میں اس پر عمل کیا گیا، اور نہ ہی یہ چیز ان کے ہاں معروف تھی تو اس سے آپ کو یہ علم بھی ہو گیا کہ یہ دین میں نیا ایجاد کردہ کام ہے اور یہ بدعت کہلاتا ہے، اس پر عمل کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کی دعوت دینی اور اس میں شریک ہونا جائز ہے، بلکہ اس سے روکنا اور منع کرنا اور لوگوں کو اس سے بچانا واجب ہے۔"[1]

سوم: کسی بھی شخص کے لیے کسی دعا اور ذکر کی اختراع کرنا اور اسے نشر کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، اور دعاء الرابطة نامی دعا بدعت ہے اور اس میں یہ سوچ اور فکر پیش کی گئی ہے کہ جن سے مانگا جارہا ہے، انہیں ذہن میں اپنے سامنے رکھا جائے اور یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ وہ دعا کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور انہیں جنت میں بلائیں گے؛ یہ سب وہمی خیالات اور صوفیوں کی اختراعات ہیں جن کی دین اسلام میں کوئی اصل نہیں ملتی۔

وہ شرعی ضوابط اور اُصول وقواعد جن سے مسلمان شخص سنّت وبدعت اور غلط وصحیح کی پہچان کر

ا دیکھیں: مجموع فتاویٰ شیخ ابن باز: ۶/ ۳۱۸، ۳۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے، وہ بالکل واضح ہیں وہ اس طرح کہ ”عبادات میں اصل ممانعت ہے، لیکن جب کسی عبادت کی دلیل مل جائے تو وہ جائز ہے، اسلئے اللہ کی عبادت اور اللہ کا قرب اس صورت میں ہی کیا جائے گا جس کی کتاب وسنت میں اس کی مشروعیت پر کوئی دلیل ملتی ہو۔“

اور مسلمان کے لیے دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ اتباع و پیروی کرے، نہ کہ ابتداع یعنی بدعات کی ایجاد اور بدعات پر عمل نہ کرے، کیونکہ بدعت کا عمل کرنے والے کا وہ عمل مردود ہے اس کے منہ پر دے مارا جائے گا۔

اور پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو ہمارے لیے شریعت کی تکمیل کر دی ہے، اور اپنی نعمت ہم پر مکمّل کر دی ہے، پھر اس طرح کی بدعت کیا ضروری ہے کہ وہ ہماری زندگی میں ضرور ہونی چاہیے حالانکہ جو صحیح اور ثابت ہے، اس پر تو ہم عمل پیرا نہیں ہوتے؟

اُمید ہے کہ جو کچھ بیان کر دیا گیا ہے، ان بہنوں کے لیے اس قسم کی بدعات سے اجتناب کرنے کے لیے وہی کافی ہوگا، اور ہم ان بہنوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتے ہوئے اچھی طرح سنّت کی پیروی کریں۔ اور اُنہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کی عبادت قبول نہیں فرماتا، چاہے وہ جتنی بھی کوشش و جدوجہد کرے اور کتنا بھی مال اس میں صرف کر ڈالے کیونکہ ”سنّت پر عمل کرنا چاہیے خواہ سنت تھوڑی ہی ہو بدعت میں اجتہاد (مشقت و جستجو) کرنے سے بہتر ہے۔“ جس طرح جلیل القدر صحابی رسول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

اِتَّبِعُوْا وَلاَ تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيتُمْ، عَلَيْكُمْ بِالْأَمْرِ الْعَتِيقِ [1]

”تم اتباع ہی کیا کرو اور (دین میں) نئے نئے کام ایجاد نہ کیا کرو، کیونکہ تمھیں اس سے بچا لیا گیا ہے۔ اور تم اُسی امر کو لازم پکڑو جو پہلے سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے) موجود تھا۔“

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہماری ان بہنوں کو ان اعمال اور طریقہ کی راہنمائی فرمائے جس میں اللہ کی رضا و خوشنودی پنہاں ہے، اور ہم آپ کو حسن تبلیغ کی وصیت کرتے ہیں کہ آپ اچھے اور بہتر اُسلوب میں اُنہیں سنّت پر عمل کرنے کی دعوت دیں اور آپ اس میلاد میں اُن کے ساتھ شریک مت ہوں اور اس میں جو تکلیف آپ کو پہنچے اس پر صبر و تحمل سے کام لیں۔

1 حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم از البانی: ص ۱۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میلاد النبی کے روز تقسیم کردہ اشیا کھانے کا حکم

سوال: کیا حضرت محمد ﷺ کی میلاد کے سلسلہ میں تقسیم کردہ اشیا اور کھانے وغیرہ کھانا جائز ہیں؟ کچھ لوگ اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ ابو لہب نے جب نبی کریم ﷺ کی میلاد میں لونڈی آزاد کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس روز اس کے عذاب میں کمی کر دی۔

جواب: اوّل: شریعتِ اسلامیہ میں کوئی ایسی عید نہیں جسے عید میلاد النبی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہو، اور پھر صحابہ کرام اور نہ ہی تابعین عظام حتیٰ کہ ائمہ اربعہ اور دوسرے علما بھی اپنے دین میں اس دن کو جانتے تک نہ تھے، بلکہ اس عید کو تو باطنیہ میں سے بعض جاہل اور بدعتی لوگوں نے ایجاد کیا، اور پھر لوگ اس بدعت پر عمل کرنے لگے۔ ہر دور اور ہر جگہ علماے کرام اس کو برا جانتے اور اس سے روکتے رہے۔

دوم: اس بنا پر اس دن جو کام بھی لوگ اس سے خاص کرتے ہیں وہ حرام اور بدعی کاموں میں شمار ہوتے ہیں، کیونکہ وہ ہماری اس شریعت میں اس بدعی عید کو جاری کرنا چاہتے ہیں، مثلاً جشن منانا یا کھانے وغیرہ تقسیم کرنا جیسے امور۔

شیخ صالح فوزان اپنی کتاب 'البیان لاخطاء بعض الکتاب' میں بیان کرتے ہیں:

"کتاب و سنّت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مشروع کردہ اعمال پر چلنے اور دین میں بدعت ایجاد کرنے کی ممانعت کسی پر مخفی نہیں۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾[1]

"کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری (محمد ﷺ کی) پیروی اور اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔"

اور ایک مقام پر اس طرح فرمایا:

﴿ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۝۳ ﴾[2]

۱ سورۃ آل عمران:۳۱

۲ سورۃ الاعراف:۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم اس کی پیروی کرو جو تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی اتباع مت کرو، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔"[1]

اور ایک مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ﴾[2]

"اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔"

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا»[3]

"یقیناً سب سے سچی بات کتاب اللہ ہے، اور سب سے بہتر اور اچھا طریقہ محمد ﷺ کا ہے، اور سب سے برے اُمورِ دین میں بدعات کی ایجاد ہے۔"

اور ایک دوسری حدیث میں رسولِ کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اُس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"[4]

اور صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے:

"جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔"[5]

اور لوگوں نے جو بدعات ایجاد کی ہیں، اُن میں ربیع الاوّل کے مہینہ میں میلاد النبی کا جشن منانا بھی شامل ہے اور لوگوں میں اس جشن وعید کے حوالے سے کئی طرح کے رجحانات پائے جاتے ہیں:

① کچھ لوگ تو صرف اس جشن میں اکٹھے ہوتے ہیں اور اس میں اکٹھے ہو کر نبی کریم ﷺ کی ولادت

1 سورۃ الاعراف:۳
2 سورۃ الانعام:۱۵۳
3 سنن النسائی:۱۵۸۹
4 صحیح بخاری:۲۶۹۷
5 صحیح مسلم:۴۴۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قصہ پڑھتے، یا پھر اس مناسبت سے تقاریر اور قصیدے پڑھتے ہیں۔

② کچھ لوگ اس مناسبت سے کھانا وغیرہ اور مٹھائی تیار کر کے حاضرین کو پیش کرتے ہیں۔

③ کچھ لوگ مساجد میں قیام، اور کچھ لوگ اپنے گھروں میں قیام اور عبادت کرتے ہیں۔

④ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو مندرجہ بالا اُمور پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کا یہ اجتماع دیگر حرام اور برائیوں پر مشتمل ہوتا ہے جس میں مرد و عورت کا اختلاط اور رقص و سرور کی محفل اور گانا بجانا بھی شامل ہے، یا پھر وہ شرکیہ اعمال مثلاً نبی کریم ﷺ سے استغاثہ اور آپ کو دشمن کے خلاف اپنی مدد کے لیے پکارتے ہیں۔

اور یہ سب اشکال و انواع اور اس کے کرنے والوں کے اغراض و مقاصد مختلف ہونے کے باوجود بلاشک وشبہ یہ عید و جشن حرام اور بدعت ہے جو دین میں قرونِ مفضلہ کے کئی سالوں کے بعد ایجاد کی گئی ہے۔ اس بدعت کو ایجاد کرنے والا سب سے پہلا شخص ملک المظفر ابو سعید کوکبوری ہے جو چھٹی صدی کے آخر یا ساتویں صدی کے شروع میں 'اربل' کا بادشاہ تھا، جیسا کہ مؤرخین مثلاً ابن کثیر اور ابن خلکان وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور ابوشامہ کہتے ہیں:

”موصل میں اس کو منانے والا سب سے پہلا شخص عمر بن محمد ملا تھا جو صالحین میں سے ایک صالح مشہور ہے، شاہِ اربل نے اس کی پیروی میں یہ جشن منایا تھا۔“[1]

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ابو سعید کوکبوری کے ترجمہ میں کہتے ہیں:

”یہ شخص ربیع الاول میں میلاد النبی کا بہت بڑا جشن منایا کرتا تھا۔“

پھر کہتے ہیں: سبط کا کہنا ہے کہ ”مظفر کے جشنِ میلاد النبی میں حاضر ہونے والوں میں سے ایک کا بیان ہے کہ: اس جشن اور کھانے میں ملک مظفر پانچ ہزار بکرے اور دس ہزار مرغیاں بھون کر اور ایک لاکھ زبدہ اور تیس ہزار حلوے کی پلیٹیں پیش کرتا۔“

مزید لکھتے ہیں کہ ”اور وہ صوفیوں کے لیے ظہر سے فجر تک محفل سماع قائم کرتا اور ان کے ساتھ خود بھی رقص کرتا تھا۔“[2]

اور وفیات الاعیان میں ابن خلکان کہتے ہیں:

---

۱ دیکھیے: الباعث علی إنكار البدع والحوادث: ۲۶۸،۲۷۰ — [as printed: البیان لأخطاء بعض الکتاب: ۲۷۰، ۲۶۸]

۲ دیکھیے البدایۃ: ۱۳/ ۱۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جب صفر کے ابتدائی ایام شروع ہوتے تو وہ ان قبوں کو مختلف قسموں کے قمقموں اور فخریہ زیبائش سے مزین کرتے، اور ہر قبے میں ایک گروپ گانے والا اور ایک گروپ اربابِ خیال اور ایک گروپ کھیل تماشہ کرنے والا بیٹھتا، اور ان طبقات میں (قبوں کے طبقہ میں سے) سے کوئی طبقہ خالی نہ چھوڑتے بلکہ اس میں گروپ مرتب کرتے۔"[1]

تو پھر اس دن بدعتی لوگ جو سب سے بڑا کام کرتے اور اس کا احیا کرتے ہیں وہ مختلف قسم کے کھانے پکا کر تقسیم کرنا اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دینا ہے، اس لیے اگر مسلمان اس عمل میں شریک ہو کر ان کا کھانا کھائے اور ان کے دستر خوان پر بیٹھے تو بلا شک وشبہ وہ اس بدعت کو زندہ کرنے میں معاون اور شریک ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ ﴾[2]

"اور تم نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہو اور برائی و گناہ اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو۔"

اسی لیے اہل علم کے فتاویٰ جات میں اس روز اور بدعتیوں کے دوسرے تہواروں میں تقسیم کیا جانے والا کھانا اور اشیا تناول کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ شیخ ابن باز سے پوچھا گیا کہ میلاد النبی کے موقع پر ذبح کردہ گوشت کھانے کا حکم کیا ہے؟ تو آپ کا جواب تھا:

"اگر تو وہ میلاد والے (یعنی جس کا میلاد منایا جارہا ہے) کے لیے ذبح کیا گیا ہے تو یہ شرکِ اکبر ہے، لیکن اگر اس نے کھانے کے لیے ذبح کیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اسے کھانا نہیں چاہیے، اور نہ ہی مسلمان اس مجلس اور میلاد میں حاضر ہو تا کہ وہ برائی کا عملی اور قولی طور پر انکار کر سکے؛ اِلا یہ اگر وہ اُنہیں نصیحت کرنے اور اس بدعت کو واضح کرنے کے لیے وہاں جائے لیکن اس میں سے کچھ نہ لے۔"[3]

میلاد النبی کی مٹھائی خریدنا

سوال: کیا عید میلاد النبی ﷺ سے ایک روز قبل یا ایک روز بعد... یا میلاد النبی کے دن میلاد کی مٹھائی

۱ دیکھیے وفیات الاعیان: ۳/۲۷۴

۲ سورۃ المائدۃ: ۲

۳ مجموع الفتاویٰ: ۹/۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانا حرام ہے، اور میلاد کی مٹھائی خریدنے کا حکم کیا ہے کیونکہ یہ مٹھائی انہی ایام میں مارکیٹ میں آتی ہے، برائے مہربانی شریعت مطہرہ سے راہنمائی فرمائیں۔

جواب: اوّل: میلاد منانا بدعت ہے، نہ تو نبی کریم ﷺ سے اس کا ثبوت ملتا ہے، اور نہ ہی کسی صحابی یا تابعی یا کسی امام سے، بلکہ یہ تو بدعتیوں اور تہواروں کے رسیا لوگوں نے ایجاد کیا ہے، جس طرح انہوں نے دوسری بدعات و گمراہیاں ایجاد کیں، اسی طرح یہ بھی۔

دوم: اصل میں ضرر اور نقصان سے خالی مٹھائی وغیرہ خریدنا اور کھانا جائز ہے، جب تک اس میں کسی برائی میں معاونت نہ ہوتی ہو، یا پھر اس کی ترویج اور اس بدعت کو مسلسل کرنے کا باعث نہ بنتی ہو۔ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ جشن میلاد کے ایام میں میلاد النبی کی مٹھائی خریدنا اس کی ترویج اور ایک قسم کی معاونت کا باعث ہے، بلکہ یہ ایک طرح کا جشن میلاد اور اسے عید منانا ہے، کیونکہ عید وہ ہے جس کے لوگ عادی ہوں، اس لیے اگر تو لوگوں کا جشن میلاد میں یہ معین چیز کھانا عادت ہو، یا پھر وہ اسے میلاد کے لیے ہی تیار کرتے ہوں اور باقی ایام میں نہ ملتی ہو تو اس کی خرید و فروخت اور کھانے اور اس دن اس کا ہدیہ دینا جشن میلاد منانے کی ہی ایک قسم ہوئی، اس لیے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

دائمی فتوی کونسل، سعودی عرب کے فتاویٰ جات میں محبت کے تہوار ویلنٹائن ڈے کے تہوار اور اس کے متعلقہ سرخ رنگ کی مٹھائی جس پر دل کی تصویر بنی ہوتی ہے کے متعلق درج ہے:

"کتاب و سنت کے صریح دلائل سے ثابت ہوتا ہے اور امت کے سلف صالحین اس پر جمع ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں اور تہوار ہیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ اس کے علاوہ کوئی عید اور تہوار نہیں، چاہے وہ تہوار کسی شخص کے متعلق ہو یا جماعت کے یا کسی واقعہ و حادثہ کے، یا کسی بھی موضوع اور معنیٰ کے متعلق، یہ سب تہوار بدعت ہیں، اہل اسلام کے لیے ان تہواروں کا منانا جائز نہیں، اور نہ ہی ان کے لیے اس میں خوشی و سرور کا اظہار کرنا جائز ہے، اور ان کے لیے کسی بھی طرح اس میں معاونت کرنی بھی جائز نہیں۔"

کیونکہ یہ اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا ہے؛ اور جو کوئی بھی اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہ اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔ اسی طرح مسلمان کے لیے اس میں کسی بھی طرح سے معاونت کرنا حرام ہے، چاہے وہ کھانا ہو یا پینا، یا خرید و فروخت کے ذریعہ یا پھر اس تہوار کے اشیا اور کھانے تیار کرنا، یا اس کے لیے خط و کتابت کرنا، یا پھر اعلان کرنا۔ کیونکہ یہ سب کچھ گناہ اور ظلم و زیادتی میں تعاون اور اللہ اور رسول ﷺ کی معصیت و نافرمانی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾[1]

"اور تم نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہو، اور برائی و گناہ اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔"

کیا نبی ﷺ نے معراج کی رات اپنے ربّ کو دیکھا؟

سوال: کیا نبی ﷺ نے جس دن جنّت اور جہنّم کو دیکھا اپنے ربّ کو بغیر کسی پردہ کے دیکھا؟ اگر جواب ہاں میں ہو تو کتاب وسنّت سے اس کی دلیل سے بھی مطلع فرمائیں۔

جواب: اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ مسلک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو بعینہٖ نہیں دیکھا۔

① جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ثابت ہے، فرماتی ہیں:

آپ کو اگر کوئی یہ حدیث بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تو یہ فرمان ہے: ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ﴾[2] "اسے آنکھیں نہیں پا سکتیں..."

② اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا: نورانی پردے تھے، مَیں کیسے دیکھ سکتا ہوں۔[3]

③ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا، اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسے آپ نے دو مرتبہ دل کے ساتھ دیکھا۔[4]

④ علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ

عثمان بن سعید دارمی نے اپنی 'کتاب الرؤیۃ' میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے معراج کی رات اپنے ربّ کو نہیں دیکھا، اور بعض نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اس

1 سورۃ المائدۃ:۲
2 صحیح بخاری: ۶۸۳۲
3 صحیح مسلم:۲۶۱
4 صحیح مسلم:۲۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مستثنیٰ کیا ہے۔ ہمارے شیخ کا کہنا ہے کہ اس میں حقیقتاً کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ابن عباسؓ نے یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ امام احمد نے ایک روایت میں اسی پر اعتماد کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ عزوجل کو دیکھا ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ آنکھوں سے دیکھا ہے اور امام احمد کے الفاظ ابن عباسؓ کے ہی الفاظ ہیں۔

ہمارے شیخ کا قول صحیح ہونے کی دلیل ابوذر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ "اس کا حجاب نور ہے۔" اور یہ نور اللہ ہی جانتا ہے کہ وہی نور ہے جو کہ ابوذرؓ کی حدیث میں مذکور ہے کہ میں نے نور دیکھا۔[1]

⑤ اور شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے:

فصل: اور رؤیت کے مسئلہ میں صحیح بخاری میں جو ابن عباسؓ سے ثابت ہے کہ اُنہوں نے کہا: حضرت محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دو مرتبہ دل سے دیکھا ہے اور سیدہ عائشہؓ نے رؤیت کا انکار کیا ہے تو کچھ لوگوں نے اِن دونوں کے درمیان جمع کرتے ہوئے کہا ہے کہ عائشہؓ آنکھوں کی رؤیت کا انکار کرتی ہیں اور ابن عباسؓ نے رؤیتِ قلبی کو ثابت کیا ہے۔

تو ابن عباسؓ سے ثابت شدہ الفاظ مطلق ہیں، یا پھر مقید ہیں۔ کبھی تو وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا اور کبھی کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے دیکھا۔

تو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صریح الفاظ ثابت نہیں جن میں یہ ملتا ہو کہ نبی ﷺ نے اپنے ربّ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اور ایسے ہی امام احمد بھی کبھی مطلق رؤیت ذکر کرتے ہیں اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ اپنے دل کے ساتھ دیکھا اور کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اُس نے امام احمد سے یہ سنا ہو کہ اُنہوں نے یہ کہا ہو کہ نبی ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لیکن کچھ لوگوں نے اُن سے یہ مطلق کلام سنی اور اس سے آنکھوں کی رؤیت سمجھ لی جس طرح کہ بعض لوگوں نے ابن عباسؓ کی مطلق کلام سن کر آنکھوں کی رؤیت سمجھ لی۔

تو دلائل میں کوئی ایسی دلیل نہیں جو رؤیتِ عینی کا تقاضا کرتی ہو اور نہ ہی یہ ثابت ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے حدیث مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا: نور کو میں کیسے دیکھ سکتا ہوں؟

۱ اجتماع الجیوش الإسلامیة : ۱۲/۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے:

﴿ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ﴾[1]

"پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں۔"

تو اگر اللہ تعالیٰ نے بعینہٖ اپنے آپ کو دکھایا ہوتا تو اس کا ذکر بطریق اولیٰ ہوتا اور اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿ اَفَتُمٰرُوۡنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدۡ رَاٰہُ نَزۡلَۃً اُخۡرٰی ﴿۱۳﴾ عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَہٰی ﴿۱۴﴾ عِنۡدَہَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی ﴿۱۵﴾ اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَۃَ مَا یَغۡشٰی ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿۱۷﴾ لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِ الۡکُبۡرٰی ﴿۱۸﴾ ﴾[2]

"کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں۔ اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اسی کے پاس جنّت الماویٰ ہے جب کہ سدرۃ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی۔ نہ تو نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی یقیناً اس نے اپنے ربّ کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔"

تو اگر نبی ﷺ نے بعینہٖ دیکھا ہوتا اس کا ذکر بطریق اولیٰ ہوتا۔

شیخ الاسلام کہتے ہیں:

اور صحیح نصوص اور سلف کے اتفاق سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا مگر یہ کہ آیا نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں تو اس خاص مسئلہ میں اختلاف ہے۔ اور اس پر اتفاق ہے کہ قیامت کے دن مؤمن اللہ تعالیٰ کو واضح طور پر دیکھیں گے جس طرح کہ وہ سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔[3]

۱ سورۃ الاسراء:۱

۲ سورۃ النجم:۱۲تا۱۸

۳ مجموع الفتاوی: ۶/ ۵۱،۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ